سیکھنے کا عمل اور مُفید گُر

از

ابنِ مُنیب

مضامین کی فہرست

1۔ تمہید

میں جب نوویں جماعت میں پہنچا تو اِس خیال سے کہ بچہ نئے مضامین (فزکس، کیمسٹری) سے ڈر ہی نہ جائے، اماں نے ابا جان سے کہا کہ شروع کے کچھ باب وہ خود پڑھا دیں۔ یہ بظاہر عام سی بات میری زندگی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک ہے کیونکہ اِس کے بعد لگ بھگ دو ماہ کے عرصے میں جو نشستیں ابو کے ساتھ ہوئیں اُنہوں نے آئندہ خود سے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے ایسا تیار کیا کہ پی ایچ ڈی مکمل ہونے تک دوبارہ کبھی کسی سے پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی (بس کتاب ہو اور حوالے ہوں)۔ سلسلہ 'کیا بلا ہے؟' کے اِس تھیم کے حوالے سے ارادہ ہے کہ جو ابو سے سیکھا اور جو خود بعد میں عادات میں شامل کیا اُس کا مختصراً ذکر کیا جائے، اِس امید کے ساتھ کہ پڑھنے والوں کو بھی اِس میں کچھ مفید لگے گا (بالخصوص طلبہ اور اساتذہ کو)۔

اصل نکات پر بات کرنے سے پہلے سیکھنے کے عمل کے بارے میں مختصراً کچھ کہنا چاہوں گا۔ میری رائے میں اِس عمل کے تین اہم پہلو ہیں

- استطاعت
- محنت
- ٹکنیک

اِس بات سے قطع نظر کہ کسی کی سیکھنے کی فطری استطاعت کتنی ہے (اور اِس سے بھی قطع نظر کہ فطری استطاعتوں میں فرق ہوتا ہے یا نہیں) **ہمیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہمارے ہاتھ میں بہر حال محنت اور مؤثر محنت (یعنی درست ٹکنیک کے ساتھ محنت) ہی ہیں جن میں ہم خود کو بہتر کر سکتے ہیں۔** موجودہ تحریر میں بنیادی طور پر تیسرے نکتے (ٹکنیک / مؤثر محنت) پر بات کرنے کا ارادہ ہے۔

2۔ ہائیڈروجن اور اسلم نان والا

اب آتے ہیں سیکھنے کے پہلے گُر اور ابو کے ساتھ نشستوں کی طرف۔

ایک بات جو شروع ہی میں مَیں نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ ابو کے لئے یہ ناکافی تھا کہ کسی کانسیپٹ کی تعریف سمجھ لی جائے۔ مثلاً اگر موضوع ہائیڈروجن ہے تو یہ جان لینا ناکافی ہے کہ یہ ایک عنصر (ایلیمنٹ) ہے اور اِس کا کیمیکل فارمولا کیا ہے، بلکہ اِس کی کہانی اور اِس کے نام کی کہانی جاننا بھی ضروری تھا کہ اِس کا نام آخر ہائیڈروجن ہی کیوں ہے (اسلم نان والا کیوں نہیں؟)، اور اِس کے بارے میں انسان کو کب اور کیسے پتا چلا؟۔ ہائیڈروجن تو ایک مثال ہے، پر معاملہ یہاں تک تھا کہ پہلی نشست میں بات کتاب کے ٹائیٹل سے شروع ہوئی کہ اِس مضمون کا نام کیمسٹری ہی کیوں ہے؟ (یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ اگرچہ مغربی ٹیکسٹ بکس میں ایسی باتیں خوب شامل کی جاتی ہیں، ہمارے بورڈ کی ٹیکسٹ بکس میں عموما ایسی تفصیلات ناپید تھیں)۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اِس جان پہچان کا فائدہ کیا ہے؟

اِس کے لئے فرض کریں کہ کسی سٹیشن پر آپ کی مجھ سے چند لمحوں کے لئے ملاقات ہو جاتی ہے۔ میرے ساتھ میرے تین دوست ہیں جنہیں آپ نہیں جانتے۔ میں جلدی سے تعارف کرواتا ہوں کہ یہ سلیم، سہیل اور اسلم نان والا ہیں۔ ساتھ آپ کے مسکرانے پر فوراً بتا دیتا ہوں کہ 'نان والا' اِس لئے کہ اسلم میاں سکول بریک میں کھانے کے لئے ہمیشہ گھر سے نان لایا کرتے تھے، سو ہم نے انکو نان والا کہنا شروع کر دیا۔ اب اگر آپ کی دوبارہ کبھی اِن تنیوں سے ملاقات نہ بھی ہو تو اِس بات کا قوی امکان ہے کہ اِن تینوں میں سے اسلم نان والا آپ کو زیادہ بہتر طریقے سے یاد رہے گا۔ اب ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا کہ نام میں ہی ایک کہانی موجود ہو، پر جہاں ہو وہ آپ کے سیکھنے کے عمل میں مددگار ہو گی (کیونکہ انسانی ذہن 'دلچسپ' باتوں کو زیادہ بہتر طریقے سے نوٹ کرتا ہے)۔ سمجھنے کی غرض سے ہائیڈروجن کی طرف واپس آئیں تو یہ لفظ

"ہائیڈرو"(پانی سے متعلق، جیسے ہائیڈروپاور)اور "جن"(پیدائش سے متعلق، جیسے جَنریشن، جَنریٹر) کا مجموعہ ہے جس کے معنی بنتے ہیں "پانی پیدا کرنے والا"۔ یہ تو نام کے معنی ہو گئے، اب اِس کی کہانی یہ ہے کہ ہائیڈروجن دریافت کرنے والوں نے یہ نوٹ کیا تھا کہ اِسے آگ لگانے سے پانی بنتا ہے (اور اب ہمیں معلوم ہے کہ مناسب مقدار میں آکسیجن کی موجودگی میں ہائیڈروجن کو آگ لگائی جائے تو دونوں گیسیں مل کر پانی کے مالیکیول بناتی ہیں)۔ اِس طریقے سے لفظوں کی جڑ اور وجہ تسمیہ تک پہنچنے کے عمل کو انگریزی میں Etymology اور اردو میں علمِ اشتقاق یا اشتقاقیات کہا جاتا ہے، اور ہمارا پہلا گُر بھی اسی عمل کے گرد ہے: **میں سمجھتا ہوں کہ اشتقاق کا شوق اور اِس عمل میں دلچسپی کسی بھی سیکھنے والے کے لئے ایک بے حد مفید اور موثر ہتھیار ہے۔ اِس کی مدد سے عموماً الفاظ اور ان کے پیچھے کانسیپٹس سے آپ کی 'دوستی' سی ہو جاتی ہے، جو کسی بھی رٹے سے زیادہ دیرپا ہوتی ہے۔**

بات بہتر طریقے سے ذہن میں بٹھانے کے لئے ہم اشتقاقیات کی ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔

فرض کریں کہ آپ پہلی بار اٹلانٹک اَوشَن کے بارے میں سُنتے ہیں۔ اب اگر آپ میں اشتقاقیات کا شوق موجود ہے تو آپ یہ جاننا چاہیں گے کہ اِس کا نام 'اٹلانٹک' ہی کیوں ہے۔ تلاش پر آپ کو معلوم ہو گا کہ شمال مغربی افریقہ میں سمندر کے کنارے کنارے ایک اٹلس نامی پہاڑی سلسلہ ہے۔ تاریخی طور پر اِس سلسلے کے ساتھ ساتھ چلتے سمندر کو اٹلانٹک سِی کہا جاتا تھا جو نام بعد میں پورے اوشن (بحر) کو دے دیا گیا۔ اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ پہاڑی سلسلے کا نام 'اٹلس' کیوں ہے؟ تو آپ میں سے جو یونانی تاریخ میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ جانتے ہوں گے کہ اٹلس ایک یونانی دیوتا ہے جس نے افلاک کو اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے اور قدیم یونانیوں کے مطابق وہ اِنہی پہاڑوں میں کہیں پایا جاتا تھا۔ اور دیوتا کا نام اٹلس کیوں ہے؟ تو زباندانوں کی ایک رائے یہ ہے کہ اٹلس جن یونانی الفاظ سے نکلا ہے اُن کے معنی 'بوجھ اٹھانا' ہیں (اِس سے آگے آپ یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ بوجھ اٹھانے والے کے لئے وہ الفاظ کیوں ہیں جو ہیں، تو ہو سکتا ہے اُس کا جواب بھی مل جائے یا ہو سکتا ہے نہ ملے، بہر حال اب تک ہمیں "اٹلانٹک" کے بارے میں کافی کچھ معلوم ہو چُکا ہے)۔

آخر میں یہ اشارہ کہ آپ کو عموماً وِکیپیڈیا اور دیگر آنلاین لغات میں Etymology کا سیکشن مل جائے گا، اِس پر غور کی عادت ڈالیں۔ جلدی

میں ہوں تو گوگل سرچ میں مطلوبہ لفظ لکھ کر آگے Etymology لکھ سکتے ہیں، مثلاً سرچ بار میں لکھیں

Pacific Etymology

ہوم ورک:

-اٹلانٹک اوشن کو اردو میں ہم بحر اوقیانوس کہتے ہیں۔ یہ اوقیانوس کیا بلا ہے؟

-پسیفک اوشن کا نام پسیفک کیوں ہے؟

-لفظ "اٹلانٹک" کے بارے میں جاننے کے بعد اگر کوئی آپ سے کہے کہ اٹلانٹک اوشن آسٹریلیا کے گِرد بحر کا نام ہے، تو کیا یہ بات ذہن میں کھٹکے گی؟ کیوں؟

3۔ کتاب پر کتاب

یونیورسٹی کے دنوں میں ایک دن اکٹھے اسائنمنٹ کرتے ہوئے ایک دوست کی نظر میری کُھلی ہوئی کتاب پر پڑی۔ کتاب ہاتھ میں اُٹھا کر اُس نے آگے پیچھے کچھ اوراق پلٹے اور پھر مجھے دیکھ کر ایک بات کہی جو ایک دلچسپ یادداشت بن گئی، "بھائی، تم نے تو کتاب پر کتاب لکھی ہوئی ہے!"۔ سیکھنے کی مؤثر محنت کے سلسلے میں ہمارا دوسرا گُر بھی اِسی بات سے تعلق رکھتا ہے۔ ابو نے جب پڑھانا شروع کیا تو موضوع اور مواد میں موجود اہم الفاظ کی جڑوں تک پہنچنے (اشتقاق) کے ساتھ ساتھ ایک اور انتہائی اہم بات کی عادت ڈالی:

"پہلا پیراگراف پڑھو اور دوبارہ پڑھو اور پھر سوچو کہ اِس میں کی گئی اہم ترین بات کو کم سے کم الفاظ میں یا مختصر ترین طریقے

سے کیسے کہا جا سکتا ہے۔ پھر پنسل سے پیراگراف کی ایک جانب اِس مختصر عبارت / نکات کو لکھ دو۔ اگر مختصراً لکھنا مشکل ہو رہا ہو تو سمجھ لو کہ پیراگراف میں کی گئی بات ابھی سمجھ نہیں آئی۔"

میں سمجھتا ہوں کہ اِس ایک عادت نے میری سٹوڈنٹ لائف جتنی آسان کی شاید ہی کسی اور عادت نے کی ہو۔ یہ مجھے نہ صرف پہلی بار پڑھتے ہوئے سمجھنے میں مدد دیتی، بلکہ عموماً کتاب کے اصلی ٹیکسٹ سے کافی حد تک بے نیاز کر دیتی، یہاں تک کہ کتاب کا اعادہ کرتے ہوئے (امتحان / اسائنمنٹ وغیرہ کے لئے) میں اپنے لکھے ہوئے مختصر جملے پڑھتا جاتا اور اصل نکات ذہن میں تازہ ہوتے جاتے۔ اِس گُر کو اختصار سے بیان کیا جائے تو یوں ہو گا:

پڑھتے ہوئے یوں سمجھیں کہ آپ کتاب کا حاشیہ لکھ رہے ہیں، ایسا کہ جب آپ دوسری بار اِسی کتاب کو دیکھیں تو آنکھوں کے سامنے ایک روڈ میپ / نقشہ سا کُھلتا جائے کہ متن میں اصل پیغام ہے کیا اور یہ کہاں کہاں کس ترتیب سے موجود ہے

(میں اِسے "کتاب ٹورزم" بھی کہتا ہوں، جیسے ٹورسٹ میپس میں اہم جگہوں اور اُن تک پہنچنے کے راستوں کو اجاگر کیا ہوتا ہے)۔

اِس کے لئے آپ بہت سی مختلف ٹکنیکس استعمال کر سکتے ہیں۔ چند مثالیں یہ ہیں:

1۔ ہر پیراگراف کا نچوڑ کم از کم اور آسان ترین الفاظ (یا فہرست) میں پیراگراف کے ساتھ خالی جگہ میں لکھ لیں

اگر لمبی چوڑی عبارت لکھنا پڑ رہی ہے، یا متن کے الفاظ ہی کاپی کئے جا رہے ہیں تو زیادہ امکان ہے کہ نچوڑ ابھی تک سمجھ نہیں آیا۔ ساتھ اگر لگے کہ پیراگراف میں صرف تمہید باندھی گئی ہے یا کچھ اہم بات نہیں ہے تو پیراگراف کے ساتھ ہلکا سا اشارہ دے دیں (میں عموماً "تعارفی" وغیرہ لکھ دیتا ہوں، یا اگر بالکل ہی کچھ مفید نہ لگے تو چھوٹا دائرہ بنا کر اوپر سے "پھلانگتا ہوا" تیر کا نشان بنا دیتا ہوں تا کہ اعادے میں اِس حصے پر وقت ضائع نہ کرنا پڑے)۔

2- متن کے مختلف حصوں کے آپس میں تعلق کو اجاگر کرتے جائیں

مثلاًاگر تین پیرا گرافس (یا ایک پیرا گراف کی تین مختلف عبارتوں) میں کسی چیز کے تین فوائد بتائے گئے ہیں تو حاشیے میں اِن تین فوائد کو نمبر دے کر مختصر اشاروں میں لکھیں اور ہر اِک نمبر سے ایک تیر کا نشان متعلقہ پیرا گراف تک لے جائیں۔ ساتھ کسی چیز کے مثبت یا منفی پہلو پر بات کو "+" اور "-" سائن سے ظاہر کرتے جائیں (دوبارہ اِس صفحے کو جب دیکھیں گے تو ایسے سائن، اور نمبر وار فوائد و نقصانات فوراًاُچھل کر نگاہوں کے سامنے آجائیں گے)۔ ایسے ہی اور سائن بھی آپ ایجاد کر سکتے ہیں۔

3- ہیڈ نگز کو مزید واضح کرتے جائیں

کتابوں میں عموماًہیڈ نگز بہت مختصر ہوتی ہیں، اِن کے آگے اور پیچھے کچھ الفاظ لگا کر دوبارہ پڑھنے کے لئے آسانی پیدا کی جاسکتی ہے۔ مثلاًاگر ہیڈ نگ "قدیم تہذیبیں" ہیں تو اُس کے ساتھ "دو ہزار تا چار ہزار قبل مسیح" لکھ سکتے ہیں۔ اِسی طرح ہیڈ نگ سے چند تیر کے نشان نکال کر تہذیبوں کے نام بھی ہیڈ نگ کے سامنے ہی لکھ سکتے ہیں (یاد رکھیں ہم ایک "نقشہ" سا بنا رہے ہیں)۔ ایک اہم نوٹ یہ کہ ہیڈ نگز کو واضح کرنے کا کام عموماًاُس کے ذیلی مواد کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔

4- اگر مواد میں میتھس کے فارمولے ہیں تو یہ دیکھیں کہ وہ اپلائے کہاں ہونگے اور اُن کے مختلف اجزاء کیا ہیں (اور کیسے پچھلے فارمولوں سے نکلے ہیں)۔ پھر اِن کے بارے میں اشارے شامل کرتے جائیں۔

مندرجہ بالا فہرست کسی طرح بھی حتمی یا آفاقی نہیں ہے۔ ہر طالب علم اپنے طور پر ایک ترتیب بنا سکتا ہے۔ اصل مقصد یہی ہے کہ پڑھتے ہوئے بات کی تہہ تک پہنچا جائے اور ایسے اشارات اور حاشیے چھوڑے جائیں کہ دوبارہ کتاب کے صفحات دیکھتے ہی سمجھ آجائے کہ اصل

نکات کیا ہیں اور کن حصوں میں کس ترتیب سے دیئے گئے ہیں (تاکہ ضرورت پڑنے پر اندر جائزہ لیا جاسکے)۔

ہوم ورک:

مندرجہ ذیل پیراگراف کتاب میں ہو تو حاشیے میں کیا لکھیں گے؟

"علمِ عروض ایک ایسے علم کا نام ہے جس کے ذریعے کسی شعر کے وزن کی صحت دریافت کی جاتی ہے یعنی یہ جانچا جاتا ہے کہ آیا کلام موزوں ہے یا ناموزوں یعنی وزن میں ہے یا نہیں۔ یہ علم ایک طرح سے منظوم کلام کی کسوٹی ہے اور اس علم کے، دیگر تمام علوم کی طرح، کچھ قواعد و ضوابط ہیں جن کی پاسداری کرنا کلامِ موزوں کہنے کیلیے لازم ہے۔ اس علم کے ذریعے کسی بھی کلام کی بحر بھی متعین کی جاتی ہے۔ اس علم کے بانی یا سب سے پہلے جنھوں نے اشعار پر اس علم کے قوانین کا اطلاق کیا وہ ابو عبد الرحمٰن خلیل بن احمد بصری ہیں جن کا زمانہ دوسری صدی ہجری تھا۔"

4۔ سیکنڈ ٹائم رُول

یہ حصہ قدرے مختصر ہے اور ایک سادہ سے اصول پر مبنی ہے:

دوسری بار ہاتھ سے نہ جانے پائے

اب ہو سکتا ہے آپ پریشان ہو رہے ہوں کہ یہ ہم کس کے پیچھے ہاتھ دھو کر (یا دھوئے بغیر) پڑ گئے؟ پر تسلی رکھیں کہ ایسی کوئی بات نہیں

ہے۔ اور بات دراصل یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ایک عادت ڈولوپ ہوئی کہ اگر کوئی نئی بات (لفظ، اصطلاح، موضوع۔۔۔۔۔) ایک بار نظر سے گزرے اور اُس سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکے (کسی بھی وجہ سے) تو اُس کے دوسری بار سامنے آنے پر جان پہچان بنائے بغیر بالکل نہ چھوڑا جائے۔

یہاں یقیناًیہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ دوسری بار ہی کیوں؟ پہلی یا تیسری بار کیوں نہیں؟

تو جواب یہ ہے کہ وہ دونوں راستے بھی درست ہو سکتے ہیں اور یہ واقعی اِس گُر کا اصل مقصد نہیں ہے۔ آپ چاہیں تو "فرسٹ ٹائم رُول" بنا لیں، اور چاہیں تو "تھرڈ / فورتھ /۔۔۔ ٹائم رُول" بنالیں۔ پھر ایسا بھی کچھ لازم نہیں کہ فوجی ڈسپلن کے ساتھ اِس پر ہر ہر موقع پر عمل بھی کیا جائے۔ اصل مقصد ہے کہ نئی چیزیں جو سامنے آئیں اُن کے بارے میں سیکھنے کا شوق دل میں ہو اور اُن پر نگاہ ہو۔ اپنے تجربے کی حد تک مجھے "سیکنڈ ٹائم" اِس لئے مفید لگتا ہے کہ اگر میں نے پہلی بار سُننے پر جانکاری حاصل نہیں کی تو اُس کی وجہ سُستی، مصروفیت، بے توجہی، یا بے یقینی (کہ اِس بات کی میرے لئے کچھ اہمیت ہے بھی کہ نہیں) میں سے ایک ہو گی۔ لیکن دوسری بار اُسی بات کے سامنے آنے سے یہ احساس جاگتا ہے کہ کچھ تو اہم / متعلقہ ہے اِس میں جو دوبارہ سامنے آ گئی، اور اِس بار بھی نہ جانا تو سیکھنے کا موقع ہاتھ سے دوسری بار بھی جاتا رہے گا۔

پریکٹس کے طور پر کوئی ایسی اصطلاح ذہن میں لائیں جو آپ نے حال ہی میں متعدد بار سُنی ہو پر اُس کے بارے میں مزید نہ جانا ہو۔

آخر میں ایک بات یہ یاد رکھئے کہ ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔ سیکھنا اور جاننا اگر علم جھاڑنے کے لئے ہو تو بے معنی ہے۔ مقصد یہی ہونا چاہیے کہ ہنر اور جانکاری ہمیں موثر محنت، تعاون، اور اچھے فیصلوں کا بہتر موقع فراہم کرتے ہیں۔

- ہوم ورک

آئی پی وی (انجیکٹیبل پولیو ویکسین)، یہ اصطلاح یاد رکھیں اور اگلی بار کہیں پڑھیں سُنیں تو اِس پر لگائیں "سیکنڈ ٹائم رُول" (عام ویکسین سے کیسے مختلف / مفید ہے؟)

5۔ گروپ فوٹو

سیکھنے کے عمل میں طلبہ عموماً ایک اہم غلطی یہ کرتے ہیں کہ وہ مختلف کانسیپٹس کی الگ الگ بنیادی تعریف تو سمجھ لیتے ہیں مگر اُن کی آپس میں رشتے داریوں کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے۔ کسی کانسیپٹ کی تعریف سمجھ لینا واقعی سیکھنے کا ایک طریقہ تو ہے، مگر اِس سے کہیں زیادہ موثر اور مفید طریقہِ کار یہ ہے کہ اُس کانسیپٹ کو اُس کی قریبی فیملی کے تناظر میں دیکھا جائے۔ پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ کانسیپٹ اپنے قریبی رشتے داروں سے کہاں کہاں مماثلت رکھتا ہے اور کہاں کہاں بالکل منفرد ہے۔ انسانی دماغ بنیادی طور پر ایک یاد رکھنے اور تجزیہ کرنے کی مشین ہے۔ اشیاء کے آپس میں تعلق، ترتیب، مماثلت اور فرق، یہ سب اِس کی سٹوریج اور تجزیے دونوں میں مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ آسان الفاظ میں یہ سمجھ لیں کہ آپ نے دماغ کو کانسیپٹس کے "گروپ فوٹو" مہیا کرنے ہیں۔

مثال کے طور پر اگر آپ پہلی بار "معرٰی" نظم کے بارے میں پڑھتے یا سنتے ہیں تو ایک راستہ تو یہ ہے کہ آپ اس کی بنیادی سی تعریف سمجھ کر آگے چل دیں۔ وہ بنیادی سی تعریف یہ ہو سکتی ہے

"وہ نظم جس میں قافیہ ردیف کی پابندی نہیں ہوتی"

مگر ایک موثر طریقے سے سیکھنے والا کوشش کرے گا کہ اِس تعریف کے قریب قریب دوسری تعریفوں کو بھی اِس کانسیپٹ کے ساتھ نتھی کر لے اور پھر اِن کے آپس میں تعلق، ترتیب، مماثلت اور فرق کو سمجھ لے۔ مثلاً نظم کی دیگر اقسام کے مطالعے یا اپنی پہلے کی معلومات سے

یہاں "قافیہ بند" اور "آزاد" نظم کی طرف توجہ جا سکتی ہے۔ مزید جانچ پڑتال کے بعد اِس فیملی کے اراکین کو بیان کرنے کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے

- **قافیہ بند:** نظم جس میں قافیوں کی پابندی کی گئی ہو

- **معری:** نظم جو قافیہ ردیف سے تو آزاد پر جس میں کسی خاص بحر کی پابندی کی گئی ہو اور مصرعے ایک جیسی طوالت کے ہوں
- **آزاد:** قافیہ ردیف سے آزاد (کہیں کہیں قافیہ مل بھی جائے تو اجازت)، پابندِ بحور، مختلف لمبائی کے مصرعوں کی اجازت (خیال کے لحاظ سے توڑے گئے، کوئی طویل، کوئی مختصر)۔

یہاں اِن کا تعلق یہ ہے کہ تینوں ہی نظم کی اقسام ہیں، ترتیب یہ ہے کہ قافیہ بند سے آزاد تک جاتے ہوئے "آزادی" بڑھتی جاتی ہے، اور پھر ہر ایک کی تعریف یوں لکھی گئی ہے کہ ہر جوڑے کی آپس میں مماثلت اور ایک دوسرے سے فرق واضح ہو جاتے ہیں (مزید آسانی کے لئے ہر ایک کی مثال بھی شامل کی جا سکتی ہے)۔ اب یہ "فہرست" آپ کے دماغ کے لئے ایک "گروپ فوٹو" ہے جو یاد رکھنے اور تجزیہ کرنے دونوں میں مددگار ہو گی۔

"فہرست" کے علاوہ بھی گروپ بندی کے کچھ طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ چند جو میں استعمال کرتا ہوں وہ یہ ہیں (اِن کی تصاویر آپ کو انٹرنیٹ پر آسانی سے مل جائیں گی)

- **آرگنائزیشنل چارٹ:** یہ بنیادی طور پر ایک "شجرہ" سا ہوتا ہے۔

- **وِین ڈائیگرام:** اِس میں بہت سے گول دائروں کی مدد سے مماثلت اور فرق کو واضح کیا جاتا ہے۔

- **ٹیبل**: ایک گوشوارے کی شکل میں جمع کرنا۔

- **فلو چارٹ**: یہ عموماََ مسائل کے مختلف حل عملی ترتیب سے بتانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

یہ چند جانے پہچانے طریقے ہیں، مگر اِن کے علاوہ آپ خود بھی کوئی شکل / سکیچ ترتیب دے سکتے ہیں۔

ہوم ورک:

قافیہ بند، معری اور آزاد نظم کی وِین ڈائیگرام اور فلو چارٹ بنائیں۔

6۔ اجتماعی ترقی

انسان اپنی صحبت اور اپنے ماحول سے اثر لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے میں سیکھنے کا عمل بہت آسان ہو سکتا ہے اگر ہمارے ارد گرد علم دوست لوگ زیادہ ہوں۔ چنانچہ اِس بات پر محنت کی جا سکتی ہے کہ اپنے حلقوں میں علم دوستی کو فروغ دیا جائے اور سیکھنے سکھانے کے عمل کے ذریعے مل کر آگے بڑھا جائے۔ اِس عمل میں کامیابی ایک ایسے ماحول کو جنم دے گی جہاں جاہل رہنا زیادہ مشکل ہو گا۔ پھر یہ بھی ہے کہ انسان جب شیئر کرنے کی نیت سے پڑھتا یا تیاری کرتا ہے تو وہ بہت بہتر طریقے سے مواد کو سمجھتا ہے۔ اِس ماحول کے قیام کے لئے بہت سے راستے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ دو بنیادی یہ ہیں

1- پڑھانا اور سکھانا

اپنے حلقوں میں کسی کو کچھ سکھا / پڑھا سکتے ہیں تو اُس کے لئے کچھ وقت نکالنے کی کوشش کریں۔ ساتھ اِس بات کا خیال رہے کہ علم جھاڑنا نہیں، منتقل کرنا ہے (ورنہ نیت پہچان کر لوگ آپ سے دُور ہو جائیں گے اور سیکھنے کا عمل رُک جائے گا)۔

2- علم کی "ڈاکیومنٹیشن"

اِس سے مراد یہ ہے کہ علم / تجربے کو ایسی تحریری شکل میں منتقل اور محفوظ کیا جائے کہ یہ اُن کے بھی کام آسکے جن کا آپ سے براہِ راست رابطہ نہیں ہے۔ کسی قوم کی کسی اچھی خصلت سے سیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور ہم نے دیکھا ہے کہ مغرب میں لوگ علم کی ڈاکیومنٹیشن پر بہت محنت کرتے ہیں۔ مقالے، مضامین، کُتب یہ سب مختلف راستے ہیں ڈاکیومینٹیشن کے۔ پھر یہ مواد پرنٹ میں بھی پیش کئے جاسکتے ہیں اور آنلاین بھی (مثلاً فورم، ویب سائٹ، بلاگ، یا ای-میگزین کے ذریعے)۔

اِس حوالے سے اقبال کا ایک شعر بھی یاد آرہا ہے (یاد رہے کہ یہاں مغرب پر برہمی کی نہیں بلکہ خود علم کی قدر کرنے کی دعوت ہے)

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سیپارا

ہوم ورک:

ایک معلوماتی مضمون لکھ کر کسی پبلک فورم / سائیٹ پر پوسٹ کریں۔

سیکھنے کا عمل اور مُفید گُر

از

ابنِ مُنیب